افسانہ

غلطی

محمد رضی صدیقی
اننتناگ (کشمیر)
Email:siddiqui038@gmail.com

دو دنوں سے لگاتار برف پڑ رہی تھی، فضا سفید اور سنسان تھی، ٹھنڈی زوروں کی تھی، سورج نے اپنی تمام چمک اپنے اندر واپس سمیٹ لی تھی، چاند کی موجودگی اب صاف دیکھی جا سکتی ہے۔ دو ایک تارے بھی ٹمٹمانے لگے، لیکن نیلیش کے گھر اب بھی روشنی کی کوئی کرن نہ تھی، ایک تارے کی بھی نہیں۔۔ وہ آرام کرسی پر بیٹھا اپنی غلطی یا غلط بولی گئی بات کا محاسبہ کر رہا تھا۔ اس نے سوچنا شروع کر دیا تھا کہ شالنی کے الگ ہونے کی وجہ کہیں نہ کہیں اس کی غلطیاں ہی تھیں۔

نیلیش کی شادی تقریباً ڈھائی سال پہلے شالنی سے ہوئی تھی، شادی کے بعد دونوں کشمیر آ گئے تھے۔ کاروبار کے سلسلے میں نیلیش زیادہ وقت کشمیر میں ہی رہتا تھا۔ اسی وجہ سے اس نے شادی کے بعد شالنی کو اپنے ساتھ کشمیر میں ہی رکھنے کا فیصلہ کیا۔ 18 مہینے ساتھ رہنے کے بعد شالنی امید سے ہو گئی۔ نیلیش نے اندازہ لگا کہ بچے کی پیدائش کے وقت کشمیر میں سردی عروج پر ہوگی۔ ایسا موسم باہر سے آنے والے سیلانیوں کے لیے تو تفریح کا سبب ہو سکتا ہے لیکن شالنی اور ننھے مہمان کے متعلق نیلیش نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ شالنی کو اسکے گھر چھوڑ آئے۔ ایک تو کشمیر کی سردیاں...... اوپر سے پردیس میں شالنی کا خیال رکھنے والا کون تھا..... ان ہی سب باتوں کی وجہ سے نیلیش شالنی کو اسکے مائیکے چھوڑ آیا۔

پیٹ سے ہونے پر شالنی اپنے مائیکے آ گئی تھی۔ نیلیش کو بھی اطمینان تھا کی اب شالنی کی دیکھ ریکھ اچھے سے ہو سکے گی۔ شالنی کی طرف سے مطمئن ہو کر نیلیش اپنے کاروبار میں مصروف ہو گیا۔ دوسری طرف شالنی کے گھر والے ہر وقت اس کے آس پاس ہی رہتے۔ وہ نیلیش سے فون پر ڈھیروں بات کرنا چاہتی لیکن مناسب موقع نہ ہونے کے سبب بس حال چال دریافت کر کے رہ جاتی۔ کبھی تو نیلیش خود بھی مصروف ہوتا اور شالنی کی کال کا جواب دینے میں تاخیر ہو جاتی۔ دن مہینوں میں تبدیل ہوتے گئے اور مسافت کے ساتھ ساتھ شالنی اور نیلیش کے دلوں میں بھی دوری آ گئی۔ شالنی نے بھی نیلیش سے فون پر بات

کرنا بھی بہت کم کر دیا۔نیلیش اپنے کاروبار میں الجھا رہا اور جب کبھی وہ شالنی سے بات کرنے کی کوشش کرتا شالنی اپنی سر درد یا نقاہت کا حوالہ دیتی۔

اس طرح آٹھ مہینے گذر گئے۔نیلیش اور شالنی کی دوریاں بڑھتی جا رہی تھیں۔شالنی کی بیماری اور بچے کی آمد کی وجہ سے نیلیش نے بھی یہی مناسب سمجھا کہ شالنی کو ڈسٹرب نہ کیا جائے۔اس نے بھی فون کرنا بہت کم کر دیا۔ادھر شالنی نیلیش کے متعلق یہ خیال رکھتی کہ اسے مجھ سے زیادہ اپنے کاروبار کا خیال ہے۔حقیقت میں اس کے دل میں میرے لیے محبت نہیں۔آدمی چاہے تو کیا وقت نہیں نکال سکتا۔انہیں میرے بارے میں نہ سہی اپنے ہونے والے بچے کے بارے میں سوچنا چاہیے۔(شالنی نے دل میں سوچا)

ادھر نیلیش یہ سوچ سوچ کر پریشان ہوتا رہا کہ وہ سو رہی ہو یا آرام کر رہی ہو تو میں فون کر کے اس کے آرام میں خلل نہ ڈال دوں۔عورتوں کو ان دنوں میں آرام کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور اس وقت میں مجھے شالنی کا ساتھ دینا ہی چاہیے۔لیکن کیا اسے میری یاد بھی نہیں آتی........ کیا اسے اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ ایک بار میرے حالات ہی پوچھ لے........

یہ سوچتے ہوئے نیلیش نے میز سے فون اٹھا لیا اور شالنی کا نمبر ڈائل کیا...... لیکن رنگ بجنے سے پہلے ہی کاٹتے ہوئے یہ سوچا...... کہیں وہ سو نہ رہی ہو........

ایک دو دن میں شالنی ایک بچے کو جنم دینے والی تھی،اس نے سوچا تھا کہ بچے کی پیدائش کے بعد جب وہ ہوش سنبھالے تو سب سے پہلے نیلیش کو دیکھے۔ادھر نیلیش بھی یہی چاہتا تھا کہ ایسے موقع پر شالنی کے پاس موجود رہے۔وہ ان لمحوں کو بہت قریب سے محسوس کرنا چاہتا تھا۔اس نے خیالوں میں ان الفاظ کا خاکہ بھی تیار کیا تھا جن کے ذریعہ اسے اپنے دل میں اٹھتے ہوئے جذبات کا اظہار کرنا تھا۔

لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔کشمیر کے حالات خراب ہو گئے تھے۔پورا کشمیر کرفیو کی چپیٹ میں تھا۔نیلیش اپنی زندگی کے اس خاص دن بھی شالنی کے پاس نہیں پہنچ سکا۔ادھر شالنی اس قدر برہم ہو گئی تھی کہ اس نے کرفیو کی بات ہی سرے سے نکار دی۔

وہ یہاں آنا ہی نہیں چاہتا.....اس نے اپنی ماں سے کہا

ماں نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے اس کے آنسو پونچھے۔ماں کی اس جذباتی حرکت سے شالنی کو لگا کہ نیلیش واقعی نہیں آنا چاہتا۔ہسپتال میں آئے باقی لوگوں نے بھی اس کے خوب کان بھرے۔

دونوں کی ہنستی کھیلتی زندگی میں اب آگ لگ چکی تھی.....

ادھر نلیش اپنے بچے کو دیکھنے کے لئے پریشان تھا۔ دوسری طرف شالنی اس سے بات کرنا بھی نہیں چاہتی۔ آپریشن کے بعد اس نے شالنی کو فون کیا.....

وہ ابھی بے ہوش ہیں، آپ بعد میں کال کیجئے گا۔ اس کی سالی نے فون پر اتنا کہا اور فون کاٹ دیا۔ نلیش کا دل بیٹھ گیا....... کچھ دیر بعد اس نے پھر فون ملایا، اس بار بھی اس کی سالی نے فون اٹھاتے ہوئے یہ کہہ کر کاٹ دیا کہ مبارک ہو بیٹی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ نلیش شالنی کے بارے میں کچھ پوچھ پاتا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

یوں ہی دن بیت گئے۔ شالنی کے دل میں اب یہ بات گھر کر گئی تھی کہ نلیش اس سے محبت نہیں کرتا۔ ادھر شالنی کے بارے میں نلیش بھی کچھ ایسا ہی سوچنے لگا تھا۔ آس پاس کے لوگ اس خیال کو سچ ثابت کرنے میں لگے رہے.......

یہ خیال تب بالکل ٹھیک ثابت ہوا جب نلیش کو ایک نوٹس ملا جس میں شالنی نے بچے کی تربیت اپنے ہاتھ میں لینے اور نلیش سے الگ ہونے کا مطالبہ کیا تھا۔ نوٹس پڑھنے کے بعد نلیش پر جیسے بجلی سی گری۔ وہ تو اپنی بیٹی سے ابھی مل بھی نہ سکتا تھا۔ کیا شالنی کو اس بات کی اتنی جلدی تھی...... اس نے سوچا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

اس نے شالنی کو فون ملانے کے لیے فون اٹھایا لیکن تبھی شالنی کے دستخط پر نظر پڑی۔ اس کی انگلیاں پھڑک گئیں۔ اگر شالنی یہ سب نہ چاہتی تو دستخط کیوں کرتی..... کاغذ اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کیں اور کرسی پر نیم دراز ہو کر سوچا کہ کیا ہمیشہ مرد کی غلطی ہوتی ہے؟ کیا عورت کبھی غلط نہیں ہو سکتی؟ کیا آج بھی لوگ انسان کی انسانیت کو مرد اور عورت کے ترازو میں تولتے ہیں؟ شاید تولتے رہیں گے....... کیا حالات غلط نہیں ہوتے...... لیکن یہ فیصلہ..... یہ تو صرف عورت کا فیصلہ ہے، جس نے تین زندگیاں برباد کر دیں...... اور قانون...... کیا وہ میری بات سنے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ وہ بیٹی میری بھی ہے، میرا خون... میرا حصہ..... میرا مستقبل......

برف باری شروع ہو گئی تھی۔ گرتی برف کی آواز نلیش کے کانوں تک آ رہی تھی۔

☆☆☆